# ’’حروف سبعہ‘‘ کیا ہیں؟

مولانا محمد بلال بربری

صحیح بخاری ’’کتاب فضائل القرآن‘‘ میں ایک روایت مذکور ہے کہ ’’قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، پس اس میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو اس طریقے پر پڑھ لیا کرو۔‘‘(۱) یہ حدیث کئی ایک طرق سے منقول ہے۔(۲) اس حدیث میں مذکور ’’سات حروف‘‘ سے کیا مراد ہے؟ اس کی تعیین میں ماہرین فن علوم قرآن کے ایک سے زائد اقوال ہیں۔ حافظ ابوحاتم بن حبان بستیؒ کے مطابق ان اقوال کی تعداد پینتیس ہے(۳)۔ لیکن ابن العربیؒ کے مطابق ان اقوال کا استناد کسی نص یا کسی روایت پر نہیں، (۴) بلکہ ان تمام اقوال میں عقلی قرائن کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اسی بحث کی ایک ذیلی شاخ ’’قراءات سبعہ وعشرہ‘‘ کی تحقیق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ زرکشی نے ’’احرف سبعہ‘‘ بحث سے متصل اس موضوع کو چھیڑا ہے۔(۵) کیا ان قراءات کا ثبوت ہے یا نہیں؟ پہلی تقدیر کے مطابق کیا یہ قراءات اب تک محفوظ وموجود ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ قراءات سبعہ وعشرہ یہی حروف سبعہ ہیں؟ یہ تین بنیادی سوالات ہیں جو ان قراءات کے متعلق اٹھتے ہیں، اور تینوں ہی کی اہمیت کا علوم قرآن سے شغف رکھنے والوں کو بخوبی اندازہ ہے۔

علامہ زاہد کوثریؒ نے اپنے اس مضمون میں جس کا ترجمہ قاری کے پیش نظر ہے، حروف سبعہ پر بحث کرتے ہوئے قراءاتِ سبعہ وعشرہ پر اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ بحث کی ہے، اور تینوں ہی سوالات کے بلاتعیین وترتیب جوابات دینے کی کوشش کی ہے۔ حروف سبعہ کی تعیین میں آراء کو پیش نظر رکھتے ہوئے قراءات سبعہ وعشرہ کے متعلق بعض متقدمین اہل علم کی متفرد رائے پر کڑی تنقید کی ہے، جن کے ہاں یہ قراءات سرے سے ثبوت ہی نہیں رکھتی ہیں۔ ان اہل علم کی جلالت ومرتبت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے اس تفرد پر ان کے عذر کو بھی بیان کیا ہے۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ اس قابل گرفت اور خطرناک تفرد کو ماضی قریب کے بعض اہل علم اور بعض معاصرین نے بھی اختیار کیا ہے، لیکن جن کمزور دلائل پر اس دعوی کی بنیاد رکھی گئی ہے، وہ ہرگز اس بھاری رائے کو اٹھانے کے متحمل نہیں ہیں۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون اپنے اجمال کے باوجود زیر بحث پیچیدہ موضوع کو سمجھنے کے لیے کلید قرار دیا جاسکتا ہے، جس میں متعلقہ مظان ومواد کی رہنمائی سمیت قابل قدر اجمالی اشارات موجود ہیں۔ (از مترجم)

## امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بے نظیر و بے مثال قرآنی خدمات

تاریخ انسانی نے ماضی میں گزری اقوام میں سے کسی قوم کی بابت یہ بات نقل نہیں کی کہ اس قوم نے اپنی (طرف نازل ہونے والی) کتاب کی تعلیم وتعلم اور حفاظت کا اس قدر اہتمام کیا ہو، جس قدر اہتمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم یاد کرنے اور یاد کروانے، نیز جن علوم کو قرآن سے کچھ بھی تعلق ہو اس کی تعلیم وتدوین کے سلسلے میں کیا۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہ اہتمام صبح اسلام کی طلوع سے گزری صدیوں سے تاحال جاری ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے جاری رہے گا۔
خداوند جل شانہ نے اس کی حفاظت کا وعدہ سچ کر دکھایا، جس وعدے کے متعلق خود خداوند نے فرمایا تھا:



www.banuri.edu.pk

سے نقل کیا ہے کہ ’’احرف سبعہ‘‘ سے یہی مراد ہے۔ ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کی رائے ہے کہ اس سے مراد لغات کا اختلاف ہے، ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔ ان کے مطابق اختلافِ قراءات سے فصیح اور افصح کا اختلاف مراد ہے۔ قرآن کریم پہلے پہل لغت قریش ہی کے مطابق نازل ہوا تاہم بعد میں امت پر آسانی کی خاطر اجازت دی گئی کہ وہ قرآن کریم کو لغت قریش کے علاوہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عرب کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے، روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آسانی فتح مکہ کے بعد کی گئی۔

ان حضرات اہل علم کی رائے کا حاصل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی: ’’قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ قاری کے لیے سہولت رکھی گئی تھی کہ وہ قرآن کریم کو سات طریقوں سے پڑھ سکتا ہے، اس کے لیے گنجائش ہے کہ ایک طریق کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کرلے، گویا کہ سات طرق پر قرآن کریم کا نزول اس شرط یا اس گنجائش کے ساتھ مشروط تھا، تاکہ قرآن کریم کی تلاوت میں سہولت پیدا ہوجائے، اس لیے کہ ایک ہی طریقے (لہجہ و لغت) کے اختیار کرنے کو لازم کردیا جاتا تو وہ لوگ مشقت میں پڑ جاتے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشکل القرآن میں ذکر کردہ اس نکتے کو ذکر کیا ہے کہ ہذلی (یعنی بنو ہذیل، قرآن کریم کی قراءات مشہورہ کے الفاظ ’’**حتی حین**‘‘ کو) ’’**عتی عین**‘‘ پڑھتے ہیں، اسدی (بنو اسد، ’’**تعلمون**‘‘ تا پر زبر کے ساتھ کو) ’’**تعلمون**‘‘ تا پر زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں، تمیمی (بنو تمیم) ہمزہ پڑھتے ہیں، جب کہ قرشی (اہل قریش) ہمزہ نہیں پڑھتے۔ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں: اگر ہر فریق ارادہ کرتا کہ وہ اپنے اس لب و لہجے اور لغت کو چھوڑ دے جس کا وہ بچپن، جوانی، اور ادھیڑ عمر سے عادی ہے تو یہ بات ان کے لیے بہت زیادہ گراں ہوتی، چنانچہ باری عز اسمہ نے اپنے فضل و احسان سے ان پر یہ نرمی اور سہولت فرمادی۔ اگر حدیث بالا کی مراد یہ ہوتی کہ قرآن کریم کا ہر ہر کلمہ سات طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے تو حدیث کے الفاظ: (’’**أنزل القرآن علی سبعة أحرف**‘‘ کے بجائے) ’’**أنزل القرآن سبعة أحرف**‘‘ ہوتے۔ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسی بھی کلمے میں ایک، یا دو، یا تین، یا زیادہ سے زیادہ سات وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اکثر اہل علم نے حدیث میں موجود لفظ ’’**أحـــرف**‘‘ کے ’’لغات‘‘ کے معنی میں ہونے کا انکار کیا ہے، جیسا کہ سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف والی مذکورہ روایت سے واضح ہوجاتا ہے، اس لیے کہ ان دونوں کی لغت کے ایک ہونے کے باوجود ان میں اختلاف ہوا۔ اکثر اہل علم کا کہنا یہی ہے کہ حدیث میں مذکور ’’سات حروف‘‘ سے مراد ایک معنی رکھنے والے مختلف الفاظ (یعنی مترادفات) کے استعمال کی سات صورتیں ہیں، مثلاً: **أقبل، تعال، هلم**، (یہ تینوں مترادف الفاظ ہیں جو ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوسکتے ہیں)۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تنبیہ یہ ذکر کی ہے کہ یہ گنجائش اور اجازت محض تشہی اور دل چاہنے کی خاطر نہ ہونی چاہیے کہ ہر شخص اپنی لغت کے مطابق جس کلمے کے مترادف کو استعمال کرنا چاہے بلا قید استعمال کرے، بلکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی رعایت ضروری ہے۔ اسی کی طرف سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں جو حدیث باب میں مذکور ہوئے: (یعنی دونوں حضرات نے یوں فرمایا:) ’’مجھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھایا ہے''۔ پھر کہتے ہیں: لیکن ایک سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ اپنے تئیں مترادفات استعمال کرلیا کرتے تھے، گوکہ وہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنے ہوں، الی آخرہ۔ اس بحث کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کافی تفصیل سے (جلد:۹، صفحہ:۲۲پر) بیان کیا ہے۔

## خلاصۂ بحث

گزشتہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ا:......قراءات سبعہ جو''تیسیر''اور''شاطبیہ''میں مدون ہیں وہ متواتر قراءات ہیں اور قرآن کریم کے اجزاء ہیں، سوائے چند ایک مقامات کے جن کے بارے میں ماہرین فن نے تنبیہ فرمائی ہے۔

۲:...... اور ایک نازل کردہ لفظ کی بجائے مترادف لفظ استعمال کرنے کی گنجائش ایک وقتی ضرورت کے پیش نظر تھی، اور یہ گنجائش خود عہد نبوی ہی میں مشہور عرضۂ اخیرہ کے وقت منسوخ ہوگئی تھی۔

۳:...... یہ مختلف متواتر قراءات جو آج تک موجود ہیں، یہ یا تو ایک ہی حرف کی مختلف صورتیں ہیں، اور باقی سات مثلاً: تعال و أقبل وغیرہ عہد نبوی میں منسوخ ہوگئی تھیں، یا پھر یہی قراءات وہ سات حروف ہیں جو عرضۂ اخیرہ کے وقت بھی محفوظ تھے اور جمع نبویؐ، جمع ابی بکرؓ اور جمع عثمانؓ جس کی صورت یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صحائف ہی کو سامنے رکھ کر کثیر تعداد میں نسخے نقل کروائے گئے، تاکہ انہیں مسلمان علاقوں میں تقسیم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نقل و نسخ کی سرگرمی مسلسل پانچ سال تک جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے (یہاں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ''شکر فضلھم''ہے، اردو زبان کی تنگ دامنی یا عربی زبان کی وسعت کے باعث مفہومی ترجمے پر اکتفا کیا گیا) اور ان کو بڑا اجر عطا فرمائے۔ اس تشریح کے بعد اہل علم کا باہمی اختلاف ان وجوہ قراءات کا صرف نام طے کرنے میں ہے، ان قراءات کے متواتر ہونے میں نہیں جو طویل زمانے سے ایک طبقے سے دوسرے طبقے کی طرف منتقل ہوتی آرہی ہیں۔ ان قراءات کے متواتر ہونے اور قرآن کریم کے اجزاء ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، جس کا ابھی بیان ہوا۔

امید ہے کہ حروف سبعہ کی پیچیدہ اور دشوار گزار بحث کے سمجھنے میں اس قدر تفصیل کافی ہوگی، مزید یہ کہ ایسے علمی مباحث میں رسائل اور مجلّات اس سے زیادہ تفصیل کی گنجائش بھی نہیں رکھتے۔ درست راہ سمجھانے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہیں۔

## حواشی

ا:...... بخاری، محمد بن اسماعیل جعفی، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف، حدیث نمبر:۴۹۹۱، ط: دار طوق النجاۃ

۲:......ابن الجزری، محمد بن محمد بن محمد عمری شافعی، النشر فی القراءات العشر، ص:۳۲، ج:۱، ط: مکتبہ المعارف

۳:......زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، ج:۱،ص:۲۱۲۔ دار احیاء اللغة العربیة، حلب۔ علوم القرآن مؤلفہ: مفتی محمد تقی عثمانی میں غلطی سے اس تعداد بتانے کی نسبت ابن العربی کی طرف کی گئی ہے۔ البرہان کی طرف مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعداد حافظ حاتم بن حبان بستی نے شمار کروائی ہے۔

۴:......حوالہ بالا ۵:......حوالہ بالا